میں پرانی کتابوں کے بجائے اس قسم کی کتابیں داخل کر دی جائیں کہ یہ بیک کرشمہ دو کار ہے۔

تراجم علمائے حدیث ہند (جلد اوّل) تالیف مولوی ابو یحییٰ امام خاں صاحب نوشہروی۔ ضخامت ۵۷۵ صفحات۔ قیمت دو روپیہ ۸/۔ ملنے کا پتہ: عبدالحی دالاخوان۔ سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ (پنجاب)

یہ دراصل ہندوستان کے علماء اہل حدیث کا تذکرہ ہے۔ لیکن مؤلف نے اس میں بعض ان علمائے حدیث کے حالات بھی شامل کر لیے ہیں جو گروہ "اہل حدیث" سے تعلق نہیں رکھتے، اور اسی بنا پر انہوں نے تراجم اہل حدیث کے بجائے اس کا نام تراجم علمائے حدیث رکھا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ باقی ماندہ جلدوں کی تالیف کے موقع پر صاحب موصوف زیادہ وسیع نقطۂ نظر سے کام لیں گے اور ان تمام علماء کے ساتھ پورا انصاف کریں گے جنہوں نے جماعت اہل حدیث کے مسلک سے چاہے اختلاف کیا ہو، مگر بہرحال علم حدیث کی خدمت ضرور کی ہے۔

ید بیضاء تالیف خان بہادر ڈاکٹر سید نجم الدین احمد صاحب جعفری بار ایٹ لا۔ ضخامت تقریباً ڈیڑھ سو صفحات۔ قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ: آرمی پریس شملہ

اس کتاب میں مؤلف کے ان مضامین کو جمع کیا گیا ہے جن میں انہوں نے مختلف اعتقادی، تاریخی اور تمدنی مباحث پر اسلامی نقطۂ نظر کو پیش کیا ہے۔ کتاب اس حیثیت سے قابلِ قدر ہے کہ ایک جدید تعلیم یافتہ فاضل نے اخلاص اور جذبۂ دینداری کے ساتھ اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ مؤلف کو تعلیماتِ اسلامی کے اصلی مآخذ پر کوئی گہری نظر حاصل نہیں ہے، اور وہ کسی دینی مسئلہ پر ایک محقق اور مجتہد کی حیثیت سے بحث نہیں کر سکتے۔ اسی وجہ سے وہ ہر جگہ اسلام کی صحیح نمائندگی نہیں کر سکے ہیں، بلکہ بعض بعض مقامات پر اُن کے بیانات میں بلا ارادہ مغربی تصوّرات کا رنگ جھلکنے لگا ہے۔

مسلمانوں کا ماضی حال اور مستقبل تالیف میاں بشیر احمد صاحب بی۔ اے بار ایٹ لا مدیر رسالہ ہمایوں ضخامت ۷۰ صفحات۔ قیمت درج نہیں۔ ملنے کا پتہ: دفتر رسالہ ہمایوں۔ نمبر ۲۳۔ لارنس روڈ۔ لاہور

فاضل مقالہ نگار جنہوں نے اپنے رسالہ ہمایوں کے ذریعہ سے اُردو زبان کی بڑی خدمت کی ہے،

اب تک محض ایک ادیب کی حیثیت سے مشہور تھے اور لٹریچر کے دائرہ سے باہر مشکل ہی سے کبھی انہوں نے قدم نکالا تھا۔ مگر اب یہ مقالہ لکھ کر انہوں نے ہم کو یہ اندازہ کرنے کا موقع دیا ہے کہ زمانہ کی انقلابی ضربات نے احساس کی لہر کہاں تک پہنچا دی ہے۔ اس مقالہ میں مختصر مگر دلنشین طریقہ سے اس پیچیدہ مسئلہ پر بحث کی گئی ہے جو اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے پیدا ہو گیا ہے، اور چونکہ اس کا حل موقوف ہے حقیقت اسلام کے فہم پر اس لیے صاحب مقالہ نے پہلے یہ سمجھایا ہے کہ اسلام کیا ہے اور کیا چاہتا ہے، پھر ماضی بعید کی تاریخ سے یہ دکھایا ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کو لے کر کس طرح ایک نیا تمدن پیدا کیا اور کس طرح جہاں بینی و جہاں بانی میں دنیا کی رہنمائی کی، پھر ماضی قریب کی تاریخ سے یہ واضح کیا ہے کہ اصول اسلامی سے بُعد اور دنیوی انحطاط دونوں کس طرح ساتھ ساتھ آئے ہیں، اور آخر میں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا قومی وجُود بغیر اس کے قائم نہیں رہ سکتا کہ وہ اپنی حیات اجتماعی کو اسلام کی بُنیادوں پر از سرِ نو استوار کریں اور اسی نصب العین پر اپنی تمام توجہ کو مرتکز کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے خود ہندوستان کی فلاح کے لیے بھی اس کو ضروری قرار دیا ہے کہ یہاں ایک "قومی جمہوری ریاست" قائم کرنے کا خیال چھوڑ دیا جائے اور مختلف قوموں کو خود اپنی تہذیب کی بنیاد پر حکومت خود اختیاری کے ذریعہ سے پھلنے پھولنے کا موقع دیا جائے۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے فاضل مقالہ نگار نے بعض مفید تجاویز بھی پیش کی ہیں اور چند اہم ترین مسائل کی طرف بھی قوم کے سوچنے والے دماغوں کو توجہ دلائی ہے، مگر اس سلسلہ میں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جن لوگوں کو خدا نے وسائل دیے ہیں ان کو تجاویز پیش کرنے سے زیادہ بھی کچھ کرنا چاہیئے۔

میاں صاحب کوئی عالم دین نہیں ہیں اس لیے کہیں کہیں مذہبی مسائل کے بیان میں اُن کے قلم کو لغزشیں بھی ہوئی ہیں، مثلاً حضرت عمرؓ کے بعض کاموں کو "مذہبی ایجادات" سے تعبیر کرنا، یا انسان کے متعلق یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے گویا علم و عمل میں اسے اپنا شریک کار بنایا"۔ اس قسم کے بعض اور فقروں میں بھی الفاظ کا استعمال بے احتیاطی کے ساتھ کیا گیا ہے جو لائق اجتناب تھا۔ مگر بحیثیت مجموعی یہ دیکھ کر خوشی